ہارر سیریز

محمد شعیب

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام

چھپکلی

محمد شعیب

جیسے ہی عالیہ نے بند کمرے میں قدم رکھا تو اس کی بری طرح چیخ نکلی۔ ہاتھوں سے نیلے رنگ کی فائل خود بخود نیچے گر گئی۔ عالیہ کی چیخ سن کر وہ بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا۔ سیاہ رنگ کی ٹائیٹ ٹی شرٹ پر سیاہ واسکٹ اور سیاہ جینز میں ملبوس وہ حسین و جمیل نوجوان تھا۔

"کیا ہوا؟" اس کا لہجہ انتہائی سنجیدہ تھا۔

"سر۔۔۔ یہ۔۔۔ چھپکلی۔۔۔" عالیہ نے سامنے ٹیبل کی نوک پر ایک مری ہوئی چھپکلی کی طرف اشارہ کیا تو اس کی ہنسی ابھر آئی۔ وہ آگے بڑھا اور اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھا کر ہوا میں لہرایا۔

"لو۔۔ تم اس مری ہوئی چھپکلی سے ڈر گئیں۔۔۔ سوچو اگر زندہ ہوتی تو تمہارا کیا بنتا؟" اس نے تمسخرانہ اس مری ہوئی چھپکلی کو اس کے سامنے لہرایا

"آ۔۔۔ پلیز۔۔ سر اس کو پیچھے کریں۔۔" وہ پیچھے کھسکتی ہوئی دیوار سے جا لگی۔ اُس نے ایک نظر عالیہ پر دوڑائی جو بری طرح سہمی ہوئی تھی۔ بڑی بڑی گلاسز چھوٹے سے چہرے پر پریشانی میں اور بھی بڑی لگ رہی تھیں۔ اس نے چھپکلی کو ڈسٹ بین کی طرف پھینکا اور دوبارہ اس سے گویا ہوا

"ویسے تمہارا اس مری ہوئی چھپکلی کو دیکھ کر یہ حال ہو گیا۔۔ سوچو بھلا کیلاش پور کے لوگوں کا کیا حال ہوا ہو گا جب ان کے سامنے ایک مگرمچھ کے برابر چھپکلی آئی ہو گی۔۔" یہ کہہ کر وہ پلٹا اور دوبارہ اپنی سٹڈی ٹیبل پر فائلوں کی چھان بین کرنے لگا۔

"مم مگرمچھ کے برابر چھپکلی۔۔۔؟؟" اس نے استفہامیہ انداز میں پوچھا تھا

"ہاں۔۔ مگرمچھ کے سائز کے برابر چھپکلی۔۔۔ اور ایک اور عجیب بات بتاؤں۔۔۔ وہ بولتی بھی تھی۔۔" آخری جملہ اس نے دفعتہ پلٹ کر کہا تھا جس پر وہ ایک بار پھر بری طرح چونکی۔

"سر۔۔۔ وہ۔۔۔ جانور تھی یا پھر کوئی جن بھوت۔۔۔" عالیہ نے خوف کے سبب تھوک نگلتے ہوئے پوچھا

"کچھ ایسا ہی سمجھ لو۔۔۔ جن بھوت۔۔۔" یہ کہہ کر وہ دائیں جانب کی الماری کی طرف بڑھا۔ وہاں کئی شیشیاں تھی، جن پر مختلف لیبل لگے ہوئے تھے۔ اس خوبرو نوجوان نے ان شیشیوں کو ٹٹولا اور پھر ایک شیشی کو اٹھا کر واپس عالیہ کی طرف پلٹا۔

"یہ دیکھ رہی ہو۔۔۔ یہ ہے اس چھپکلی کی راکھ۔۔۔" اس شیشی پر چھپکلی کا لیبل تھا اور اندر سیاہ رنگ کی راکھ، یہ دیکھ کر عالیہ کے تو جیسے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اس نے تجسس والے انداز میں اس شیشی کی طرف دیکھا

"مگر مچھ کے سائز کے برابر۔۔۔ بولتی ہوئی چھپکلی۔۔۔ اس شیشی میں کیسے پہنچی؟"

"ابھی بتاتا ہوں۔۔ بیٹھو۔۔" اس نے رولنگ چیئیر کو کھسکا کر عالیہ کی طرف بڑھایا اور واپس دروازے کی طرف پلٹا جہاں پر اس کے ہاتھوں سے فائل نیچے گری تھی۔ وہ اٹھا کر واپس آیا۔ وہ فائل عالیہ کو تھمائی اور خود ٹیبل کے پیچھے دوسری رولنگ چیئیر پر بیٹھ گیا۔ یہ چیئیر عالیہ والی چیئیر سے زیادہ آرام دہ تھی۔ اب وہ کہانی سنا رہا تھا اور عالیہ لکھ رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"نکال باہر کرو۔۔ اس شیطان کی اولاد کو۔۔ نکال باہر کرو۔۔۔" سب کے لبوں پر بس یہی نعرہ تھا۔ وہاں پورے گاؤں کے بوڑھے اور جوان جمع ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشعلیں تھیں۔ دیکھا دیکھی سب نے اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

"چلے جاؤ۔۔ یہاں سے۔۔۔ چلے جاؤ۔۔" اندر سے بس ایک ہی آواز باہر آ رہی تھی۔ کہنے والا کون تھا؟ چہرہ سامنے نہیں تھا۔

"ہم تمہیں اس گاؤں سے باہر نکال کر ہی جائیں گے۔۔ جینا دشوار کر رکھا ہے تم نے۔۔۔ تم اور تمہارے کالے جادو کی وجہ سے پیدا ہونے والی چھپکلیاں۔۔ نکال باہر کریں گے ان سب کو۔۔ چلو باہر نکلو۔۔" گاؤں کے منشی نے کراخت لہجے میں کہا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا اور پردہ کھسکا کر اپنے چہرے کا دایاں رخ باہر کی طرف کیا،

"میں کہیں نہیں جانے والا۔۔۔ سمجھے تم سب۔۔ مجھے چین سے رہنے دو۔۔ ورنہ تم سب مارے جاؤ گے۔۔۔" اس نے دہکتی آنکھوں سے باہر کی طرف دیکھا تو اس کی آنکھوں کے پپوٹوں میں لگی آگ کو ہر کوئی باآسانی دیکھ سکتا تھا۔ کچھ کمزور دل بچے بھی اس ہجوم کے ہمراہ تھے۔ انہیں پیچھے کھسکا دیا گیا۔

"اپنی کالی طاقتوں سے ہمیں ڈرانے کی کوشش نہ کر۔۔ چل نکل یہاں سے خبیث۔۔" منشی نے آگے بڑھ کر چہرہ پردہ ہٹانے کی کوشش کی مگر اس نے منشی کا ہاتھ پکڑ لیا اور پردہ ہٹنے نہ دیا۔

"میں نے کہا چلے جاؤ یہاں سے ورنہ۔۔۔" اس نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا مگر منشی پیچھے نہ ہٹا۔ دھکم پیل کے بعد وہ پردہ ہٹ گیا۔ پردے کے پیچھے کا منظر دیکھ کر سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ پوری جھونپڑی چھپکلیوں سے بھری پڑی ہے۔ اور ان کا سائز دو دو فٹ تک لمبا تھا۔ یہ دیکھ کر منشی کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔ ہاتھ میں موجود مشعل لاشعوری طور پر نیچے گر گئی۔ چونکہ جھونپڑی گھاس پھوس کی بنی تھی لہذا اس کو آگ لگنے میں ایک سیکنڈ بھی نہ لگا۔ آگ کے شعلے دیکھ کر لوگ پیچھے ہٹتے

گئے۔ منشی بھی پیچھے ہٹ گیا اور پوری جھونپڑی کو آگ نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ اندر سے کربناک چیخیں سنائی دیتی رہیں مگر کسی نے اس کی مدد نہ کی۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا منشی۔۔۔" آگ سے ایک دردناک آواز ابھری۔ سب اس آواز کی غضبناکی دیکھ سکتے تھے۔

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ کیلاش پور میرے مرنے کے بعد بھی ان چھپکلیوں سے چھٹکارا حاصل نہیں کر پائے گا۔۔ سنا تم نے۔۔ تم سب مرو گے۔۔۔ تم سب مرو گے۔۔" یہ کہتے ہی ایک دردناک آواز بلند ہوئی اور پھر سناٹا چھا گیا۔ آگ کے شعلے آسمان کی بلندی کو چھونے لگے اور پھر کہیں صبح تک پوری جھونپڑی راکھ کا ڈھیر بن گئی۔ اس طرح ظاہری طور پر کیلاش پور کے لوگوں کو اس کالے جادو سے وقتی طور پر چھٹکارا مل گیا۔

☆ ☆ ☆

اس جھونپڑی کو جلانے کے بعد کچھ دن تو سکون سے مل گئے مگر پھر تو جیسے کیلاش پور کے لوگوں کا سکون غارت ہو گیا۔ ہر گزرتی رات لاشوں کا ڈھیر لگانے لگی۔ ایک ہزار نفوس پر مشتمل آبادی چند دنوں میں آٹھ سو رہ گئی۔ رات کو جو کوئی کسی کام سے گھر سے باہر نکلتا تو واپس گھر نہ لوٹتا۔ صبح کو اس کی لاش اسی جلی ہوئی جھونپڑی کے پاس سے ملتی۔ چہرے پر چھپکلی کے کاٹنے کا نشان ہوتا۔

"منشی صاحب۔۔ کچھ کیجیے۔۔۔ یہ چھپکلیاں تو پورے گاؤں کا صفایا کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔۔ کسی عامل شامل کو بلائیں اور ان سے ہمیں چھٹکارا دلائیں۔۔" گاؤں کے کئی لوگ منشی صاحب کے ڈیرے پر جمع ہوئے تھے۔ ان سب کی باتوں کو سن کر منشی سوچ میں پڑ گیا اور اثبات میں گردن ہلاتے ہوئے اس نے قریب کے گاؤں سے ایک عامل کو بلایا۔ اس نے دو گاؤں کے دو بندوں کو اپنے ساتھ لیا اور رات کے گیارہ بجے اسے جلی ہوئی جھونپڑی کی راکھ کے پاس جا پہنچا۔ ان دو آدمیوں میں ایک منشی کا بیٹا اور دوسرا اس کا پرانا ملازم تھا۔ دونوں ہی نڈر تھے۔ رات کا سناٹا عروج پر تھا۔ ہواؤں کی سرگوشیاں بھی تھمی ہوئی تھیں۔ چاند بھی بادلوں کے پیچھے سے نکل چکا تھا۔ عامل بابا درخت کے نیچے ایک حصار کھینچ کر بیٹھ گیا۔ سامنے تین لکڑیاں رکھیں اور پھر اپنے دائیں کندھے سے لٹکی پوٹلی سے ایک تھیلی نکالی۔ منشی کا بیٹا ارجن اور اس کا ملازم اچھو یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

"چھوٹے صاحب۔۔ یہ کچھ کر سکے گا؟" اچھو نے زیر لب کہا تو ارجن نے گھور کر اس کی طرف دیکھا۔ اسے عامل بابا پر پورا یقین تھا۔ عامل بابا نے اب ان لکڑیوں کو آگ لگائی اور اس تھیلی سے خاک ایک ایک چٹکی کر کے اس آگ میں ڈالنے لگا۔ اس خاک کے ڈالنے کی دیر تھی کہ ماحول میں عجب سی بے چینی پیدا ہو گئی۔ درختوں کے پتے جو ساکن تھے اگلے ہی چڑچڑاہٹ کی آواز پیدا کرنے لگے۔ ارجن اور اچھو نے بے یقینی سے ادھر ادھر دیکھا۔ گرم رات یک دم سرد ہو گئی۔ یخ بستہ ہواؤں کے جھونکے دونوں کے چہرے پر تھپیڑ مارنے لگے۔ اچھو کا گال اگلے ہی لمحے سرخ ہو گیا۔

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام پر موجود آل ٹائم بیسٹ سیلرز:-
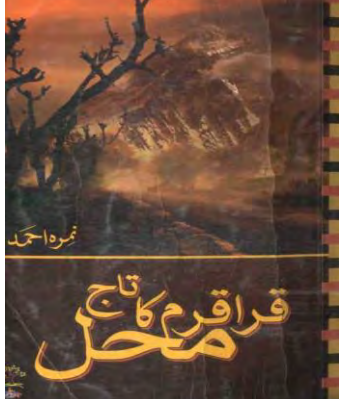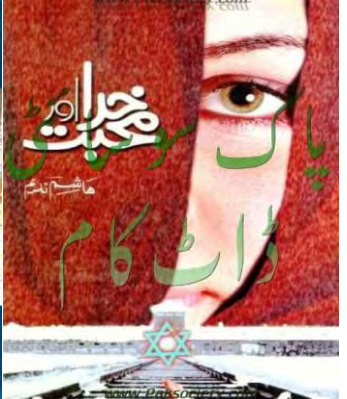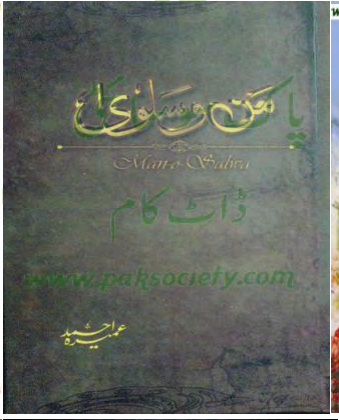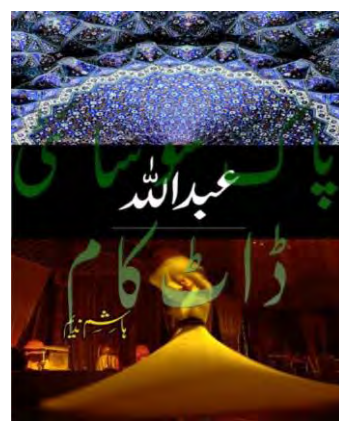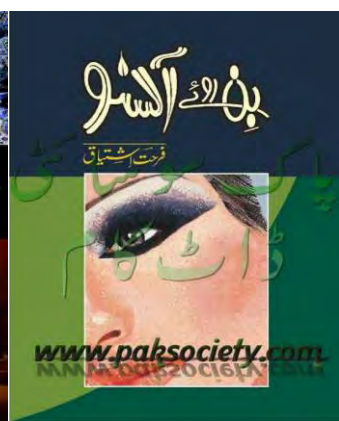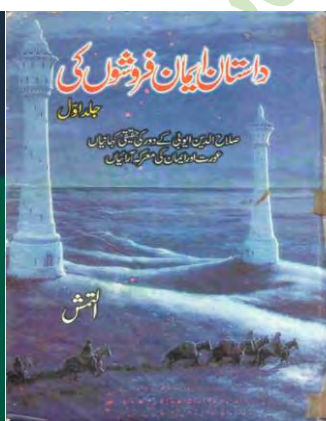
"بابا۔۔۔!! یہ کیا ہو رہا ہے۔۔" ارچن نے کہا مگر شاید اس کی آواز اس تک نہ پہنچ سکی۔ ہواؤں کی سرگوشیاں حد سے بڑھ گئیں۔ کان پڑی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی مگر عامل بابا اپنا کام کرتا رہا۔ ایک ایک چٹکی کر کے وہ خاک اس آگ میں ڈالتا رہا۔ یک دم آگ کے شعلوں میں ایسی تیز آئی کے وپ دس فٹ بلند درخت کی ٹہنی کو چھونے لگی۔ ٹہنی نے اس آگ کو اس قدر اچانک پکڑا کے عامل بابا کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا اور وہ ٹہنی عامل بابا کے سر پر آگری اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر ارچن اور اچھو کے تو جیسے حواس کھو گئے۔ ہواؤں کی سرگوشیاں بند ہو گئیں۔ سردی دوبارہ گرمی میں تبدیل ہو گئی۔ اندھیرے پر اندھیرا چھا گیا۔ تبھی سامنے درخت کے پیچھے سے ایک مگرمچھ کی دم نما کوئی شے دیکھائی دی۔

"کک کون ہے؟" ارچن نے پوچھا۔ اس کی آواز بری طرح لڑکھڑائی ہوئی تھی۔ زندگی میں پہلی بار اس کا دم خشک ہوا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے درخت کے پیچھے دیکھنے کی کوشش کرتا رہا اور ایک قدم آگے بڑھایا تو اچھو نے ہاتھ بڑھا کر روک دیا

"رہنے دو صاحب۔۔۔!! واپس گھر چلتے ہیں۔۔" اچھو نے ڈرتے ہوئے کہا مگر ارچن نہ مانا۔ اگرچہ وہ بھی خوف کے پسینے میں نہا چکا تھا لیکن اتنا بزدل نہ تھا کہ مصیبت کو دیکھ کر راستہ بدل لے۔ خراماں خراماں قدموں سے آگے بڑھتا گیا۔ اچھو پیچھے کھڑا روکنے کی کوشش کرتا رہا۔ اس کا دم خشک ہو چکا تھا۔ اسے آنے والے خطرے کی بو ابھی سے آ رہی تھی۔ ارچن آگے بڑھتا گیا اور درخت کے اتنے قریب پہنچ گیا کہ اگلے دو قدم اسے اس درخت کی اوٹ میں لے جاتے۔ اچھو نے اس حالت کو دیکھتے ہوئے ایک گہری سانس لی، ارچن نے بھی اپنا تھوک نگلا

"کون ہے؟" ابھی اس نے یہ کہا ہی تھا کہ سامنے سے مگرمچھ کے سائز کے برابر ایک چھپکلی نمودار ہوئی۔ آنکھیں فٹ بال کی مانند گول مگر لاوے کی مانند سرخ تھیں۔ جسم جلا کٹا تھا۔ منہ کسی خوفناک درندے کی طرح چوڑا۔ وہ اسے دیکھ کر بری طرح پیچھے کی طرف اچھلا مگر وہ بڑی چھپکلی اس کی طرف بڑھی۔ اچھو کے بھی دم خشک ہو گئے۔ اس نے ارچن کو بلانا چاہا مگر آواز تو جیسے حلق میں اٹک کر رہ گئیں۔ ارچن کے پاؤں بھی زمین میں جیسے گڑھتے چلے گئے۔ اس نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی مگر سب بے سود رہا۔ پسینے کی ایک دھاڑ بالوں سے ریستی ہوئی لبوں پر آموجود ہوئی۔ اس چھپکلی نے اپنا بڑا سا منہ کھولا تو بدبو کا ایک بھبھوکا ارچن کے پورے جسم کو اپنے حصار میں لے گیا۔ اس کا کھانس کھانس کر برا حال ہو گیا۔ اچھو نے آگے بڑھنا چاہا مگر اپنی زندگی بھلا کس کو پیاری نہیں ہوتی؟ آگے بڑھنے کی بجائے الٹے پاؤں پلٹنے لگا۔ ادھر ارچن کو اس بدبو نے اپنے شکنجے میں لیا ہوا تھا۔ کچھ لمحوں کے بعد جب اس چھپکلی نے اپنا منہ بند کیا تو ارچن کو اپنے جسم میں کوئی شے رینگتی ہوئی معلوم ہوئی۔ اس کے پاؤں ابھی بھی زمین میں گڑھے ہوئے تھے۔ وہ شے اس کے پیٹ سے ہوتے ہوئے اب سانس کی نالی میں پہنچ چکی تھی۔ اچھو نے کچھ دور جا کر دوبارہ پلٹ کر دیکھا تو اس کے تو جیسے ہوش اڑ گئے۔ پتھر سے ٹکڑا کر وہ زمین پر آگرا۔ وہ کیا دیکھتا ہے کہ ارچن کے منہ چھپکلیوں کی ایک قطار نکلتی

جارہی ہے۔ کالے رنگ کی جلی ہوئی چھپکلیاں۔۔۔خون میں نہائی ہوئی۔۔۔ایک کے بعد ایک چھپکلی۔۔۔وہ اب اپنے آپ کو گھسیٹتے ہوئے پیچھے کر رہا تھا مگر وہ چھپکلیاں اب اس کی طرف بڑھنے لگیں۔ اتنی زیاہ چھپکلیوں کو اپنے جسم سے نکلتا دیکھ کر تو ارچن وہیں ڈھیر ہو گیا مگر اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے جسم سے چھپکلیاں نکلتی رہیں اور اچھو کی طرف بڑھتی رہیں۔

"مجھے چھوڑ دو۔۔۔" وہ ہکلاتے ہوئے آہ وزاری کر رہا تھا مگر وہ تو جیسے کچھ سن ہی نہیں سکتی تھیں۔ وہ چھپکلیاں آگے بڑھیں اور اچھل کر اس کے منہ پر آبیٹھیں۔ اگلے ہی لمحے پورے گاؤں میں اس کی دردناک چیخیں گونجیں۔

☆ ☆ ☆

"ارچن اور اچھو کی پر اسرار موت کے بعد پورا کیلاش پور وحشت کے سائے میں آگیا۔ سب کے دلوں میں انجانا سا ڈر اپنی جگہ بنانے لگا۔ لوگ اب اس گاؤں کو چھوڑ کر جانے کی تیاری کرنے لگے مگر موت کے سائے نے انہیں وہاں سے نکلنے نہ دیا۔ دن کے وقت لوگ نکلتے تو رات تک بس راستہ ہی تلاش کرتے رہتے اور جیسے ہی رات کی تاریکی چھاتی چھپکلیاں انہیں آدبوچتی۔ ایک کے بعد ایک موت ہوتی رہی۔ زندگی کی رہی سہی امید بھی دم توڑ گئی۔ اب سب اپنی اپنی موت کا انتظار کر رہے تھے" یہ کہنے کے بعد اس نے ایک لمحے کے لئے سانس لیا مگر شاید عالیہ کا انٹرسٹ کچھ زیادہ ہی ہو چکا ہے تھا تبھی فی الفور اس نے سوال کیا

"سر آگے کیا ہوا؟ کیا تمام لوگ مر گئے؟ اس مگر مچھ نما چھپکلی نے سب کو مار دیا؟ اور اگر مار دیا تو آپ کے پاس اس چھپکلی کی راکھ کیسے آئی؟" اس نے یکے بعد دیگرے کئی سوال کر ڈالے۔ جس پر وہ نیچے گردن کرکے مسکرا دیا۔

"کہہ سکتی ہو کہ اس چھپکلی نے سب کو مار دیا سوائے لوگوں کے۔۔ ہوا کچھ یوں کہ۔۔۔" وہ اب آگے کی کہانی سنانے لگا

☆ ☆ ☆

"راحیل! دیکھو ناں۔۔۔ منے کی طبیعت بگڑتی جارہی ہے۔۔۔ رو رو کر کیا حال بنا لیا ہے اس نے؟" تانیہ نے اپنی گود میں موجود بچے کو سہلاتے ہوئے کہا جو مسلسل روتا جارہا تھا۔ دونوں کی دو سال پہلے شادی ہوئی تھی اور پچھلے ماہ ہی ان کے ہاں اولادِ نرینہ نے جنم لیا مگر کچھ دنوں سے منے کی طبیعت مسلسل خراب ہوتی جارہی تھی۔ دن میں حکیم صاحب سے دوائیں لے آتے مگر رات کو اچانک خراب ہو جانے کی صورت میں صبح کا انتظار کرتے۔ گھر کے دروازوں پر بھاری بھاری تالے لگا دیتے۔ ایک سوراخ تک ایسا نہ چھوڑتے کہ باہر کی ہوا اندر داخل ہو سکے۔ یہ صرف ان کے گھر کی حالت نہیں تھی، گاؤں میں گنتی کے جتنے بھی گھر بچے تھے سب کی یہی حالت تھی۔

"مگر تانیہ۔۔۔ ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟" راحیل نے پریشانی کے عالم میں اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھا

"تو کیا اس کو یونہی رونے دیں۔۔۔؟؟؟ خدا کے لئے راحیل، بس ایک بار حکیم کے پاس لے چلو منے کو۔۔۔ مجھ سے اس کی

یہ حالت نہیں دیکھی جاتی۔۔" یہ سن کر ایک لمحے کے لئے راحیل خاموشی سے دونوں کی طرف دیکھنے لگا۔بچہ مسلسل روتا جارہا تھا۔ تانیہ کی طرح اب راحیل بھی منے کی یہ حالت اب مزید نہیں دیکھ سکتا تھا۔بہت سوچ سمجھنے کے بعد انہوں نے حکیم کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔دبے دبے پاؤں سے دونوں اپنے گھر سے باہر نکلے مگر بچے کے رونے کی آواز کو دبا نہ سکے۔اس کے رونے کی آواز سن کر ایک بار پھر ہوا میں پر اسرار آواز گونجی۔دونوں کے حواس جیسے جواب دینے لگے۔اس سے پہلے کہ وہ واپس پلٹتے کوئی شے راحیل کو پیچھے گھسیٹ کر لے گئی۔

"راحیل۔۔۔!!" تانیہ چیختے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔گھسیٹنے والا دیکھائی نہیں دے رہا تھا مگر زمین پر گھسیٹتا جارہا تھا۔اب بچے کے رونے کی آواز کے ساتھ ساتھ تانیہ کی آہ وبکا بھی رات کی خاموشی کو چیر رہی تھی۔دونوں کی کربناک آوازیں گاؤں کے بچے کچے باسی سن تو سکتے تھے مگر مدد کے باہر نہیں آسکتے تھے۔ایسا کرنے سے ان کو بھی جان سے ہاتھ دھونا پڑ سکتا تھا۔

"راحیل۔۔" وہ چیختے ہوئے آگے بڑھی تو جیسے اس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔چھپکلیوں نے اس کے پورے جسم کو گوشت کو باہر نکال دیا۔خون کی ندیاں اس کے جسم میں بہنے لگی اور وہ مچھلی کی طرح تڑپ تڑپ کر اپنی جان دے رہا تھا۔راحیل کا اپنا شکار بنانے کے بعد وہ چھپکلیاں اب تانیہ کی طرف بڑھنے لگیں۔اس نے وہاں سے بھاگنا چاہا مگر پاؤں زمین میں گڑھ گئے۔ایک چھپکلی آگے بڑھی اور کے منہ پر وار کرنے کے لئے اچھلی۔تانیہ نے چیخ مارتے ہوئے اپنی آنکھیں میچ لیں مگر وقت گزرنے کے بعد بھی اسے اپنے جسم پر کسی شے کے ہونے کا احساس نہ ہوا تو اس نے سسکیاں لیتے ہوئے اپنی آنکھیں کھولی تو ایک اجنبی کو ان چھپکلیوں سے لڑتے ہوئے پایا۔چھپکلیاں اس اجنبی پر اچھل اچھل کر وار کر رہی تھیں مگر وہ اجنبی ان کو اپنے دونوں ہاتھوں اور پاؤں سے پیچھے پٹختا جارہا تھا۔تانیہ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔۔اپنے گھر کی طرف دوڑ لگادی جبکہ وہ اجنبی ان چھپکلیوں سے لڑتا رہا۔چند ہی لمحوں میں وہاں اس نے چھپکلیوں کا ایک ڈھیر لگادیا مگر اسے یہ دیکھ کر کافی حیرت ہوئی کہ یہ چھپکلیاں کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہی جارہی تھیں۔وہ ایک چھپکلی مارتا دو مزید سامنے آجاتیں۔وہ اچھی طرح جان چکا تھا کہ ان کا ماخذ کوئی اور ہے۔اس نے ادھر ادھر دیکھا تو جھاڑیوں کے پیچھے ایک سرخی دیکھائی دی۔وہ قلابازی لگاتے ہوئے اس طرف بڑھا اور اپنے ہاتھ سے ایک ایسا وار کیا کہ اس کی چیخیں گونجنے لگیں۔خود اس اجنبی کے ہاتھ بھی خون میں نہا گئے لیکن وہ مگر مچھ نما چھپکلی چند ثانیوں بعد دوبارہ پہلے جیسی ہوگئی۔

"لگتا ہے دو دو ہاتھ کرنے ہی پڑیں گے۔۔" یہ کہتے ہی اس اجنبی نے درخت کی ٹہنی کی طرف دیکھا اور ایک قلابازی کھاتے ہوئے اس ٹہنی کو توڑ کر اس چھپکلی کو ماری مگر اس پر ذرا اثر نہ ہوا۔الٹا اس نے ایک گہری سانس لی تو ایک بدبو کا بھبھوکا اس اجنبی کو اپنے حصار میں لے گیا۔اگلے ہی لمحے اسے کھانسی کا ایک دورہ پڑا اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔اسی اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ چھپکلی آگے بڑھی اور اس اجنبی کو ایک زوردار ٹکر ماری وہ اڑتا ہوا دور جلی ہوئی جھونپڑی کے پاس جا گرا۔

"میری تم سے دشمنی نہیں ہے چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔"اس چھپکلی سے ایک وحشت ناک آواز آئی۔ جسے سن کر وہ اپنے کپڑے جھاڑتا ہوا ایسے اٹھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو یا پھر اسے یہ سب سہنے کی عادت ہو۔

"جاؤں گا تو سہی مگر تمہیں اپنے ساتھ لے کر۔۔۔"یہ کہتے ہی اس نے اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے سے رنگ فنگر اور چھوٹی انگلی کو دبایا اور بقیہ دو انگلیوں کو دل پر رکھ کر ایک لمحہ کے لئے آنکھیں بند کیں۔ وہ چھپکلی آگے بڑھنے لگی مگر اس نے آنکھیں نہ کھولیں۔ وہ اتنا قریب آگئی کہ اگلے ہی لمحے اسے لقمہ بنا سکتی تھی۔ تبھی اس نے اپنی آنکھیں کھولی اور شہادت کی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کیا۔ ایک سفید روشنی اس کی شہادت کی انگلی سے نکلی اور اس چھپکلی کے سینے کو چیرتے ہوئے پڑے نکل گئی۔ اس روشنی کے مس ہونے کی دیر تھی کہ وہ چھپکلی بری طرح تڑپنے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اس کے پورے جسم کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر سلگا رہا ہو۔ اس کا کرب ہر لمحے کے ساتھ بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کا منہ ایک جھٹکے سے کھلا اور اندر سے جلی ہوئی چھپکلیوں کا ایک مردہ ڈھیر باہر امڈ آیا۔ تبھی وہ مگرمچھ کی جسامت کا وجود سکڑتا ہوا ایک چھوٹی سی معمولی چھپکلی میں تبدیل ہو گیا۔

"کک کون ہو تم؟"اس نے تڑپتے ہوئے اس اجنبی کی طرف دیکھا جو پاس کھڑا اطمنانت سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ظلمت کے اندھیروں میں

امن کا ایک سفیر

کہتے ہیں لوگ مجھ کو

ایم اے توقیر۔۔۔!!!"یہ سنتے ہی وہ چھپکلی نما وجود راکھ میں تبدیل ہو گیا۔ وہ آگے بڑھا اور اس راکھ کو اپنی جیب سے ایک شیشی نکال کر قید کر لیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سیریز کی اگلی کہانی آکٹوپس پڑھنا مت بھولیے گا

آپکی قیمتی رائے کا انتظار رہے گا۔۔